شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ
(۱۶۸۹ء - ۱۷۵۲ء)

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کا شمار سندھ کی بزرگ ترین شخصیات میں ہوتا ہے۔ وہ سرزمینِ سندھ میں اپنے کردار و گفتار اور حسنِ عمل سے ایک دنیا کی فکری و روحانی تربیت اور فیوض و برکات کا باعث بنے اور اپنے سندھی کلام سے سندھ کو محبت، امن، رواداری اور بھائی چارے کا گہوارہ بنانے کی تعلیم دی۔ آپؒ کا آباد کردہ ریت کا ٹیلا "بھٹ" دنیا بھر میں بھٹ شاہ کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ کی سندھی شاعری کا مجموعہ "شاہ جو رسالو" کے نام سے شائع ہوا جس کا منظوم اردو ترجمہ شیخ ایاز نے کیا۔ شاملِ کتاب اقتباس "شاہ جو رسالو" کے ایک حصّے سے مستعار چند اشعار کا منظوم اُردو ترجمہ ہے۔

شیخ ایاز (مترجم)
(۱۹۲۳ء-۱۹۹۷ء)

شیخ ایاز، جن کا پورا نام شیخ مبارک علی ہے، کی جائے ولادت صوبہ سندھ کا شہر شکارپور ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ غلام حسین تھا جنھیں سندھی، فارسی اور اردو زبانوں کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گھر میں اُس زمانے کے معروف رسائل: "ہمایوں"، "ادبی دنیا" اور "نیرنگِ خیال" وغیرہ باقاعدگی سے آتے تھے۔

شیخ ایاز نے میٹرک تک کی تعلیم اپنے آبائی شہر شکارپور ہی میں حاصل کی۔ اس کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے کراچی چلے گئے لیکن ناساز گار حالات کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرسکے اور شکارپور لوٹ آئے مگر حالات سازگار ہوتے ہی ازسرِنو حصولِ تعلیم کا ناتا جوڑا اور کراچی سے بی اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں اور کراچی ہی میں پریکٹس شروع کر دی مگر بعد میں ترکِ سکونت کر کے سکھر آگئے اور تادمِ واپسیں پریکٹس بھی وہیں کرتے رہے۔

آپ کا پہلا ادبی کارنامہ شکارپور سے ادبی رسالے "آگی قدم" کا اجرا تھا۔ شیخ ایاز کو اُن کی ادبی خدمات کی بنا پر حکومتِ پاکستان کی طرف سے "ہلالِ امتیاز" کا اعزاز دیا گیا۔ آپ نے کراچی میں وفات پائی مگر آپ کو شاہ عبداللطیف بھٹائی کے ساتھ بے پناہ عقیدت کی بنا پر اُن کے مزار کے نزدیک ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

شیخ ایاز کا شمار جدید سندھی ادب کے بانیوں میں کیا جاتا ہے۔ آپ کو مزاحمتی ادیب، ترقی پسند شاعر اور سندھی صوفی بزرگ شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے منظوم مترجم کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

پیامِ لطیفؒ

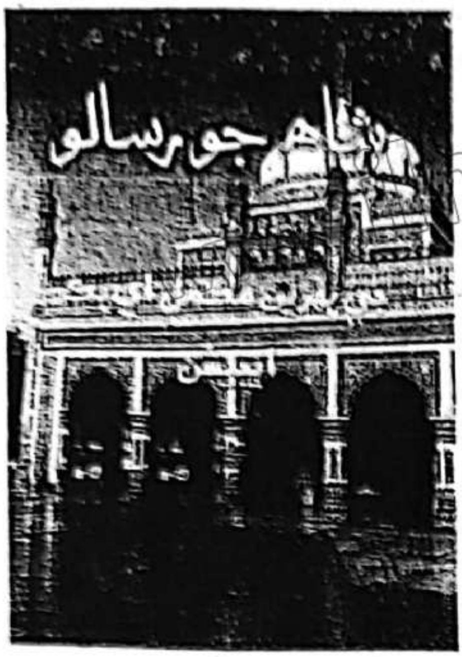

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ اُردو زبان کے علاوہ دیگر پاکستانی زبانوں: پشتو، پنجابی، سندھی، سرائیکی اور بلوچی میں بھی صدیوں سے صوفیانہ رنگ کی شاعری کو پسند کیا جاتا ہے۔
۲۔ طلبہ کو منظوم تراجم کی روایت سے آگاہ کرنا۔
۳۔ طلبہ کو شیخ ایاز کی شاعرانہ خدمات بالخصوص شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام "شاہ جو رسالو" کے منظوم اُردو ترجمے سے آگاہ کرنا۔
۴۔ طلبہ کو علمِ بدیع کی صنعتوں: صنعتِ تلمیح، صنعتِ تکرار، صنعتِ تضاد کے بارے میں بتانا اور تلخیص نگاری کے اُصولوں سے آگاہ کرنا۔

تیری ہی ذات اوّل و آخر — تُو ہی قائم ہے اور تُو ہی قدیم
تجھ سے وابستہ ہر تمنّا ہے — تیرا ہی آسرا ہے، ربِّ کریم
کم ہے جتنی کریں تیری توصیف — تُو ہی اعلیٰ ہے اور تُو ہی علیم
والیِ شش جہات، واحد ذات — رازقِ کائنات، ربِّ رحیم

ایمانِ کامل کے ساتھ جس نے بھی — دل سے مانا، زبان سے جانا
جس کی خاطر بنی ہے یہ دُنیا — اس محمدؐ کا مرتبہ جانا
فوقیت اُس کو دوسروں پہ ملی — اپنی ہستی کو اُس نے پہچانا
جس نے اُس قادرِ حقیقی کو — وحدہٗ لاشریک ہے جانا

سنگ ریزوں سے بھر لیا دامن — گوہرِ بے بہا کو چھوڑ دیا
موجِ طوفانِ معصیت نے آہ! — میری کشتی کے رُخ کو موڑ دیا
ہائے وہ عہد جس کو اے مالک! — اپنی غفلت سے مَیں نے توڑ دیا

("شاہ جو رسالو"، منظوم اُردو ترجمہ: شیخ ایاز)

www.ilmkidunya.com

مشق

۱۔ نظم "پیامِ لطیف" کے متن کے مطابق مصرے مکمل کریں۔

(الف) تیری ہی ذات ____________

(ب) ____________ ، ربِّ رحیم

(ج) تیرا ہی آسرا ہے ____________

(د) ____________ کے ساتھ جس نے بھی

(ہ) جس نے اُس ____________ کو

۲۔ نظم "پیامِ لطیف" کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے کس کا آسرا ڈھونڈا ہے؟

(ب) شاعر کے نزدیک دوسروں پر فوقیت کس کو ملتی ہے؟

(ج) شاعر نے "تُو ہی اعلیٰ ہے اور تُو ہی علیم" کسے کہا ہے؟

(د) "شش جہات" سے کون کون سی جہت مراد ہے؟

(ہ) شاعر نے گوہرِ بے بہا کو چھوڑ کر کس چیز سے اپنا دامن بھر لیا ہے؟

(و) شاعر کی کشتی کے رُخ کو کس چیز نے موڑ دیا ہے؟

۳۔ کالم (الف) کو کالم (ب) کے ساتھ اس طرح ملائیں کہ نظم "پیامِ لطیف" کے مصرے مکمل ہو جائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
تیرا ہی آسرا ہے	اور تُو ہی علیم
تُو ہی اعلیٰ ہے	دوسروں پہ ملی
فوقیت اس کو	ربِّ کریم
رازقِ کائنات	بھر لیا دامن
سنگ ریزوں سے	میں نے توڑ دیا
اپنی غفلت سے	ربِّ رحیم

www.ilmkidunya.com

(۴) نظم "پیامِ لطیف" کے درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ اُن کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

رازق	توصیف	تمنا	آسرا
موج	عہد	کشتی	دُنیا

علمِ بدیع

بدیع کے لغوی معنی نرالا، انوکھا، نادر یا نئی چیز کے ہیں لیکن اُردو ادب کی اصطلاح میں علمِ بدیع اس علم کو کہتے ہیں جس سے تحسین و تزئینِ کلام کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ علمِ بدیع کی دو قسمیں ہیں: صنائع لفظی اور صنائع معنوی، یعنی لفظوں اور معنوں کے لحاظ سے نِکات اور باریکیاں بیان کرنا۔ صنائع لفظی و معنوی کا بیان بڑا تفصیل طلب ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سے معنوی لحاظ سے یہاں صرف تین اقسام کو بیان کیا گیا ہے۔

صنعتِ تلمیح: تلمیح کے لغوی معنی ہیں: اشارہ کرنا۔ ادب کی اصطلاح میں کلام میں کسی مشہور قصّے، واقعے، شخصیت، جگہ، داستان یا روایت کی طرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ کیجیے:

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی　　میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

اس شعر میں "ابنِ مریم" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے جو مُردوں کو بحکمِ ربّی زندہ کر دیا کرتے تھے۔

صنعتِ تکرار: تکرار کے لغوی معنی ہیں: بار بار دہرانا لیکن اصطلاح میں صنعتِ تکرار ایسی صنعت کو کہتے ہیں جہاں مصرعوں یا شعروں میں ایک لفظ کو دو بار یا دو سے زیادہ بار دہرایا جائے۔ جیسے: کیسے کیسے، کہاں کہاں، رفتہ رفتہ وغیرہ۔ مثلاً یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

پتّا پتّا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

صنعتِ تضاد: علمِ بدیع کی اصطلاح میں کلام میں دو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے متضاد یا اُلٹ ہوں۔ مثال کے طور پر ہنسنا اور رونا، سیاہ اور سفید، امید و نا امیدی، رنج اور خوشی، مقدم اور مؤخر، زمین اور آسمان وغیرہ۔ مثلاً یہ شعر:

ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہی سے　　اگر نصیب ترے کوچے کی گدائی ہو

اس شعر میں "بادشاہی اور گدائی" کے الفاظ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

(۵) درج ذیل اشعار میں نشان دہی کریں کہ صنعتِ تلمیح، صنعتِ تکرار یا صنعتِ تضاد میں سے کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے۔

- مری قدر کر اے زمینِ سخن　　تجھے بات میں آسماں کر دیا
- کیا ضرور ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب　　آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی
- دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے　　کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

www.ilmkidunya.com

تلخیص نگاری سے مراد کسی اقتباس یا عبارت کا خلاصہ اس طرح بیان کرنا ہے کہ اُس کا اختصار تقریباً جامع الفاظ میں بیان ہو جائے۔ تلخیص کرتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

- تلخیص اصل جملے یا اقتباس کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔
- تلخیص میں مترادف الفاظ کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ جامع قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔
- تلخیص میں تشبیہ یا مثال نہیں دیا کرتے۔
- اگر تلخیص میں ایک یا دو اسم معرفہ قبیل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو وہ تلخیص میں ضرور آجائیں گے۔
- تلخیص کا عمل تشریح کے عمل کا متضاد ہوتا ہے یعنی کم از کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مفہوم ادا کیا جاتا ہے۔

مثلاً ذیل کے دو جملوں کی تلخیص کچھ یوں ہو گی:

میں نے آج یکم اکتوبر بروز جمعرات سکول میں اُردو کے مضمون کا ٹیسٹ دیا۔

- میں نے آج سکول میں اُردو کا ٹیسٹ دیا۔

گزشتہ دنوں اتوار کے روز ہم سب بہنوں بھائیوں نے اپنے والدین کے ہم راہ چڑیا گھر دیکھا۔

- اتوار کو ہم نے چڑیا گھر دیکھا۔

۶۔ درج ذیل جملوں کی تلخیص کریں۔

(الف) جنابِ عالی! میں آپ کی ہر بات پر سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

(ب) ہم نے احمد سے زیادہ عدل و انصاف، جرأت وہمّت، لطف و کرم اور جود وسخا کا عامل شخص نہیں دیکھا۔

سرگرمیاں:

- تمام طلبہ اپنے استاد کی راہ نمائی میں یا انٹرنیٹ سے سندھ کے صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے بارے میں معلومات کو چارٹ پر لکھیں۔ جس کا چارٹ اوّل آئے، اُسے جماعت کے کمرے میں آویزاں کیا جائے۔
- نظم "پیامِ لطیف" میں جو پیام بیان ہوا ہے، اُسے طلبہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ ہر زبان کا اپنا مزاج ہوتا ہے۔ جب ایک زبان کی تحریر کا دوسری زبان میں ترجمہ کیا جاتا ہے تو دونوں زبانوں کے مزاج کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔

۲۔ اساتذہ طلبہ کو شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مزار کی کوئی واضح سی تصویر یا مووی دکھائیں اور ان سے استفسار کریں کہ انھوں نے اس تصویر یا مووی سے کیا اخذ کیا؟

۳۔ اساتذہ طلبہ کو شیخ ایاز کا کوئی اور منظوم اقتباس پڑھ کر سنائیں اور اس کے بارے میں گفت گو کریں۔

www.ilmkidunya.com